مرثیہ

نکلا علیؑ کا شیر حرم سے جلال میں

درحال

حضرت عباسؑ

بند- ۱۱۴

www.emarsiya.com

﴿مرثیہ﴾

﴿نکلا علیؑ کا شیر حرم سے جلال میں﴾

نکلا علیؑ کا شیر حرم سے جلال میں ﴿۱﴾ ہیں ضیغمِ احد کے سب انداز چال میں
یادِ سکینہؑ ہے جو معین اشتعال میں اٹھتا ہے ہر قدم کسی تازہ خیال میں
گہ دل سے دار و گیر کا غصّہ میں ذکر ہے
گہ مشک پر نگاہ ہے پانی کی فکر ہے

در پر سجا سجایا تھا موجود خوش خرام ﴿۲﴾ غازی نے جا کے پشت پہ لی ہاتھ میں لگام
ہونے لگا یہیں سے لڑائی کا انتظام فوجوں پہ ڈالی تند نظر کھینچ لی حسام
الٹا یہ دل سے کہتے ہوئی آستین کو
پانی نہ دیں لعیں تو الٹ دو زمین کو

مرکب سمجھ گیا دِل راکب میں جو تھی بات ﴿۳﴾ بس ہو گیا سوئے سپہ شام التفات
سرپٹ ہوا روانہ کہ بہنے لگی فرات کف مومنہ کا کہہ رہا تھا کہ کر دوں گا دن کو رات
میداں میں میرے نعل جو سارے نظر پڑیں
سردارِ فوجِ شام کو تارے نظر پڑیں

کس رو میں سوئے فوج جفا جو روانہ ہے ﴿۴﴾ تیزی ہوا میں کچھ بھی نہیں اک فسانہ ہے
انداز اِس فرس کا ہر اک عارفانہ ہے شہہ کا خیالِ تشنہ لبی تازیانہ ہے
واقف جو ہے نبی کے نواسے حسینؑ ہیں
سیماب بن گیا ہے کہ پیاسے حسینؑ ہیں

www.emarsiya.com

ایسا کوئی جہاں میں وفا جو فرس نہیں ﴿۵﴾ بادِ بہارِ عشق ہے اِس کا نفس نہیں
کسنا بتا رہا ہے کہ اہل ہوس نہیں رفتار سے بدل دے زمانے کو بس نہیں
پامال سب خیال ہیں دل میں بسے ہوئے
عباسؑ نیک نام ہیں باگیں کسے ہوئے

اڑ جائے بے پروں کے ہو ڈھیلی اگر لگام ﴿۶﴾ حورانِ خوش سیر کی ہے تارِ نظر لگام
رکھتی ہے برق سے بھی زیادہ اثر لگام طبقہ اُلٹ پلٹ گیا پھیری جدھر لگام
ہوتے ہیں تذکرے یہی اب خاص و عام میں
بجلی گرے گی آج کہیں روم و شام میں

پریوں میں گفتگو ہے کہ چھل بل کو دیکھئے ﴿۷﴾ حوریں تڑپ کے کہتی ہیں ھیکل کو دیکھئے
تاروں کا یہ اشارہ ہے مرچھل کو دیکھئے غل پہلوانوں میں ہے کہ کس بل کو دیکھئے
عاشق مزاج دیکھ کے نزدیکِ گور ہے
دلِ چھینے لیتا ہے یہ حسینوں میں شور ہے

گیسوئے حور میں تو کہوں گا نہ یال کو ﴿۸﴾ صدیوں میں بھی وہ پہونچے نہیں اِس کمال کو
کیجئے تو غور دیکھ کے حُسن و جمال کو امکان ہو تو دیجے وسعت اِس خیال کو
گو وجہہ لطف حور کے گیسو کی دید ہے
لذّت اِسی میں حد سے سوا ہے جدید ہے

سُرعت کی اِس فرس کی نہیں کوئی انتہا ﴿۹﴾ پیکِ خیال راہ میں سو بار تھک گیا
کی اِسکی منقصت اِسے بجلی اگر کہا قدموں سے ہے لگا ہوا جنّت کا راستا
راکب کی طرح پائیگا راحت بہشت کی
ہے اُس کے اک نفس کی مسافت بہشت کی

www.emarsiya.com

اِسکی سُبک روی کی کوئی انتہا نہیں ﴿۱۰﴾ رکھتا ہے یوں یہ پاؤں کو واقف نہ ہو زمیں
زیرِ قدم جو آگئیں کلیاں وہ کِھل گئیں روندا بہت گلوں کی نہ میلی ہوئی جبیں

دریا میں مشقِ تیز روی بے حساب کی
لیکن جھپکنے پائیں نہ آنکھیں حباب کی

تیزی نے اِسکی پارہ کو پارا بنادیا ﴿۱۱﴾ بجلی مقابل آئی شرارا بنا دیا
تیغوں کو تیز کر کے دو دھارا بنا دیا زرّے عروج پا گئے تارا بنا دیا

رستے میں اِس نے خاک اڑائی جو جان کر
پہونچا دئے زمیں کے طبق آسمان پر

اسکی سُبک روی کا ہے دریاؤں میں بھی شور ﴿۱۲﴾ موجوں کو آرزو ہے بنیں اِسکی باگ ڈور
بخشا ہے اِسنے دھارے کو تیزی سے اپنی زور بینا ہے اِسکے فیض سے دریا کی چشمِ کور

حیرت ہر اک بصیر کو ہے اسکے باب میں
پُتلی کی طرح پھرتا ہے چشمِ حباب میں

تھا راہ میں ابھی اسداللہ کا پسر ﴿۱۳﴾ سردار کو یہ پیک نے گھبرا کے دی خبر
اس شیر خشمگیں کی قیامت کی ہے نظر منگوا کمک کچھ اور ترا دھیان ہے کدھر

وہ دیکھ آرہا ہے بڑے زور و شور سے
روحیں نکال لیگا نگاہوں کے زور سے

تابِ مقادمت کوئی لائے نہیں مجال ﴿۱۴﴾ اِس کا جلال شیرِ الٰہی کا ہے جلال
آتے ہی نصف فوج کو کر دیگا پائمال پیاسے جو ہیں حسینؑ بہت اِسکو ہے ملال

لشکر سمیت اڑائیگا ٹکڑے زمین کے
دم لیگا فوجِ شام سے دریا کو چھین کے

www.emarsiya.com

پوچھا لعیں نے کون ہے یہ کچھ مجھے بتا ﴿۱۵﴾ بولا شقی کہ ہے پسرِ شاہِ لا فتیٰ
حامل علم کا قوّتِ بازو حسینؑ کا عباسؑ نامدار جری صاحبِ وفا

غیظ آئے گر تو شیرِ فلک کو پچھاڑ دے
چاہے تو بابِ قلعۂ گردوں اکھاڑ دے

یہ سُن کے سرنگوں ہوا وہ بانیٔ جفا ﴿۱۶﴾ لشکر کو اضطراب بڑھا حشر ہو گیا
سیّاف کاٹنے لگے خود اپنا ہی گلا ناوک فگن پکارے بڑی ہم نے کی خطا

دریا کے اِسطرف جو تھے وہ پار اُتر گئے
کیا جانے ڈر سے کتنے علمدار مر گئے

اللہ رے نہیبِ علمدارِ ذی حشم ﴿۱۷﴾ لشکر میں اب کسی کے بھی جمتے نہیں قدم
کہتی ہے سانس اکھڑتا ہے اب کوئی دم میں دم روحیں تنوں میں کہتی ہیں کھا کھا کے یہ قسم

اب زندگی میں رکھو نہ امید رات کی
ہر ہر قدم پہ کٹتی ہیں کڑیاں حیات کی

کیا حال خوفِ لشکرِ روباہ ہو رقم ﴿۱۸﴾ دوچار منچلے جو چلے بھاگتے بہم
کی راہ کھوٹی وسوسوں نے بڑھ کے ہر قدم گھبرا کے بھاگے تیز زیادہ تو پھولے دم

قوّت جواب دے جو گئی دیکھ بھال کے
وہ سگ پرست بیٹھے زبانیں نکال کے

گھبرا گئی ہے حد سے سوا فوج بد اساس ﴿۱۹﴾ چلّا کے اُس کو دیتے ہیں آواز جو ہے پاس
اپنوں کو جانتے ہیں پرایا یہ ہے ہراس ڈر ڈر کے بھاگے جاتے ہیں ایسے ہیں بدحواس

گو لوگ پہلوؤں میں بھی ہیں پیش و پس بھی ہیں
تھرّاتے ہیں سوار بھی لرزاں فرس بھی ہیں

www.emarsiya.com

دل سینوں میں دھڑکتے ہیں یا بج رہے ہیں دف ﴿۲۰﴾ ناوک فگن سمجھتے ہیں ہم ہو گئے ہدف
دشمن کی صرف خوف سے جانیں ہوئیں تلف سَن سے ہوا چلی کہ بچھی رن میں صف کی صف
گھبرا کے روح لاکھوں کی تن سے نکل گئی
دل کو یقین ہو گیا تلوار چل گئی

سینوں میں دل ہیں خوف دلوں میں ہے جاگزیں ﴿۲۱﴾ پھرتا ہے آگے آنکھوں کے اک شیر خشمگیں
کس کو پکاریں بہر مدد کوئی بھی نہیں ہر دم یہی خیال ہے کھا جائیگی زمیں
دل کو یقیں ہے حق کا غضب جلد آتا ہے
اب تو فلک بھی غصّہ سے آنکھیں دکھاتا ہے

پہونچا ہے خوفِ حضرتِ عباسؑ تا فلک ﴿۲۲﴾ روح الامیں کو دیکھ کے تھرّاتے ہیں ملک
جبریل کی تو ڈر سے جھپکتی نہیں پلک خیبر کی اِس وغا میں نظر آتی ہے جھلک
حالت عجب ہے دین کے اُس خیر خواہ کی
تصویر ہے نگاہوں میں شیرِ الٰہ کی

چھایا ہے خوفِ آمدِ عباسِؑ مہ جبیں ﴿۲۳﴾ طائر ہوا میں اَب نظر آتے نہیں کہیں
الٹے ہوئے ہیں آپ جو غصّہ میں آستیں قدموں کے نیچے ڈر سے بچھی جاتی ہے زمیں
ضیغم کا خوف بڑھ کے جہانگیر ہو گیا
ایسی کمر جھکی کہ فلک پیر ہو گیا

اللہ رے رعبِ حضرتِ عباسؑ کا اثر ﴿۲۴﴾ گاوِزمیں کھڑی ہوئی ہے چپ جھکائے سر
دل آب آب ہے ہوئی دریا کی چشم تر ساکت زمیں ہے ایسا سمایا ہے دل میں ڈر
اُوپر کو اٹھ گئیں جو نگاہیں عِتاب میں
دھبّے دکھائی دینے لگے آفتاب میں

www.emarsiya.com

لشکر میں کوئی جنگ کے قابل نہیں رہا ﴿۲۵﴾ پانی جگر ہے دل کی جگہ دل نہیں رہا
سوئے حیات اب کوئی مائل نہیں رہا مرجانا سہل ہو گیا مشکل نہیں رہا
نظریں جو رہ گذر کی طرف کو لڑائی ہیں
روحیں سمٹ کے آنکھ کی پتلی میں آئی ہیں

کچھ ہوش میں جو ہیں وہ یہ کرتے ہیں گفتگو ﴿۲۶﴾ دریا میں ڈوب مرئے اب اِس میں ہے آبرو
نزدیک آ گیا ہے وہ حیدرؑ کا ماہ رو ٹل جائے یاں سے جینے کی جسکو ہو آرزو
اب موت کے ہر ایک کی گردن میں ہاتھ ہیں
تنہا نہیں جری ملک الموت ساتھ ہیں

یہ ذکر تھا یہاں کہ وہ جانباز آ گیا ﴿۲۷﴾ اڑنے نہ پائے صید کہ شہباز آ گیا
منھ کو دِلِ سپاہِ فسوں ساز آ گیا گردش سے چرخِ نیلو فری باز آ گیا
ٹھہرا فرس تو خاک سب آوارہ ہو گئی
یوں ہل گئی زمین کہ گہوارہ ہو گئی

آواز دی کہ اے سپہ روم و فوجِ شام ﴿۲۸﴾ تنہا ہوں میں تمھاری طرف ہے یہ اژدھام
پھر بھی تمھیں ہے خوف تعجب کا ہے مقام ہاں اِس میں ایک راز ہے پوشیدہ لا کلام
بودے نہ کیوں ہوزر کی محبّت میں مست ہو
حق کی طرف ہیں ہم تم ہی باطل پرست ہو

افسوس کا مقام ہے ہنستے ہو اہل دیں ﴿۲۹﴾ احکامِ حق سے حیف ہے واقف ذرا نہیں
کس کے طفیل میں بنے یہ آسماں زمیں محبوبِ حق نبیؐ خداختمِ مُرسلیں
مہماں تمہارا حیف اُسی کا نواسہ ہے
مرجانے کی جگہ ہے کہ دو دن سے پیاسا ہے

www.emarsiya.com

بولو مراد آیہ تطہیر کون ہے ﴿۳۰﴾ خود پوچھو انما سے کہ تفسیر کون ہے
یو فون صاف کہتا ہے تعبیر کون ہے اے ظالموں بتاؤں کہ شبیرؑ کون ہے
سمجھو حسینؑ ابنِ علیؑ جسکا نام ہے
حقاّ وہی امام ہے ابنِ امام ہے

روز غدیر کون ہوا جانشیں بتاؤ ﴿۳۱﴾ اب غاصبوں کا ساتھ نہ دو حق کے ساتھ آؤ
زر کے لئے نہ مذہبِ اِسلام کو مٹاؤ کیوں آپ اپنے پاؤں سے نارِ سقر میں جاؤ
شبیرؑ سے بدی نہ کرو کہنا مان لو
جنّت اُسی قدم سے لگی ہے یہ جان لو

اُسکو خلیفہ کہتے ہو پیتا ہے جو شراب ﴿۳۲﴾ کرتا ہے ارتکابِ گنہہ جان کر ثواب
اُسکے حضور کب نہیں شیطان باریاب اسلام کو خدا کی قسم کر دیا خراب
در اصل اگر خلیفہ یہی روسیاہ ہو
مسلم کی کیوں نہ غیروں سے نیچی نگاہ ہو

کچھ ہے خبر خلیفہ بِلا فصل کون ہے ﴿۳۳﴾ غلطی سے کون بن گیا دراصل کون ہے
احمد سے جسم وسر کی طرح وصل کون ہے اچھی خزاں بہار میں سے فصل کون ہے
کس کو قریب کی ہے قرابت حضورؐ سے
پیدا ہوا ہے کون کہو ایک نور سے

اولیٰ ہے کون بعدِ نبیؐ سارے دہر میں ﴿۳۴﴾ مولیٰ ہے بس علیؑ ولی سارے دہر میں
زہرا کا کفو تھا نہ کوئی سارے دہر میں شوہر اگر بنا تو وہی سارے دہر میں
حقّا علیؑ خلیفہ ہوئے ہر اُصول سے
باور نہ ہو تو پوچھ لو فرشِ رسولؐ سے

www.emarsiya.com

افسوس مال وزر کی محبّت میں ہو کے مست ﴿۳۵﴾ شیطان کے مقابلہ میں کہا گئے شکست
اُبھرو تم اب مُحال ہے ایسے ہوئے ہو پست تکمیل کو پہونچ گیا دوزخ کا بندوبست
تم نے تلف کی ساری بضاعت رسولؐ کی
اب کیا نصیب ہو گی شفاعت رسولؐ کی

شبیرؑ کو نبیؐ کا نواسہ نہ جانتے ﴿۳۶﴾ حیدرؑ کا لال دلبرِ زہراؑ نہ جانتے
اندھیر کرتے نور خدا کا نہ جانتے آقا نہ جانتے اُنہیں مولا نہ جانتے
بیکس غریب جان کے مہمان جان کے
پانی پلایا ہوتا مسلمان جان کے

گو تشنہ لب ہیں بھوک سے ہے شہ کا غیر حال ﴿۳۷﴾ اولاد سے سِوا اُنہیں تم سب کا ہے خیال
کتنے سہے ہیں صبح سے اِس وقت تک ملال اللہ رے اختیار نہ آنے دیا جلال
شایاں ہیں یہ نفوس امامت کے واسطے
گھر کو لٹائے دیتے ہیں اُمّت کے واسطے

ہیں ظالموں حسینؑ امام اِس میں شک نہیں ﴿۳۸﴾ زیرِ نگیں حضورؐ کے ہیں آسماں زمیں
مختارِ کُل ہیں پھر بھی یہ سب سختیاں سہیں لیکن یقین رکھّو جو غیظ آ گیا کہیں
دوزخ دکھائی دیگا ہر اک بد یقین کو
الٹیں گے آستیں کی طرح سے زمین کو

فرضِ نصیحت آپ جو یوں کر چکے ادا ﴿۳۹﴾ اک مرتبہ شروع رجز اِس طرح کیا
فرزند ہوں میں فاتحِ خیبر سے شیر کا جس نے کہ عمرو مرحب و عنتر کو دو کیا
جس نے نشان ملکِ شجاعت میں گاڑا ہے
طفلی میں جس نے کلۂ اژدر کو پھاڑا ہے

www.emarsiya.com

یوں مجھ کو خود علیؑ نے طریقِ جدل سکھائے ﴿۴۰﴾ ایک ایک کن سے سیکڑوں کن خود سمجھ میں آئے
صفّین اور جمل سے بڑے معرکہ دکھائے تا ہر سپہ گری کا ہنر دل میں بیٹھ جائے

زر کے لئے نہ ملک کے نہ تاج کے لئے
ساری یہ محنتیں تھیں فقط آج کے لئے

اب تم کو سرکشی کا مزا میں چکھاؤنگا ﴿۴۱﴾ کردوں گا قتل لاکھوں کو اور بھول جاؤنگا
پانی جو تشنہ کاموں کی خاطر نہ پاؤنگا دریا پہ آج خون کے دریا بہاؤنگا

سارے جہازِ عُمرِ رواں ڈوب جائنگے
ندّی پہ آبِ تیغ کے سیلاب آئنگے

یہ کہکے ایڑ کی فرسِ تیز گام کو ﴿۴۲﴾ ہمّت پڑی نہ روکنے کی فوجِ شام کو
دریا کے پاس دیکھ کے اک اژدہام کو تیور بدل کے جلد سنبھالا حُسام کو

ناگاہ آئیں شامتیں فوجِ شریر کی
آخر کو نوبت آہی گئی دار و گیر کی

برسائے تیر ناسمجھوں نے یہ کی خطا ﴿۴۳﴾ شیرِ خدا کے شیر کو بھی غیظ آگیا
بپھرے ہوئے اسد کی طرح حملہ ور ہوا یوں فرق اڑ گئے نہ خبر بھی ہوئی ذرا

یوں لڑ رہا ہے رن میں جری بدشعاروں سے
جس طرح کھیلا کرتے ہیں ضیغم شکاروں سے

تلوار چل رہی ہے کہ دریا ہے باڑھ پر ﴿۴۴﴾ اک موج بحرِ خوف ہے ہر رشتۂ نظر
اک پل بھی کیا مجال کوئی دیکھ لے اِدھر بجلی ہے اک کہ کاٹتی پھرتی ہے سب کے سر

شانِ علیؑ جری نے غضب میں دکھائی ہے
دم بھر میں ایک خون کی ندّی بہائی ہے

www.emarsiya.com

کہتا ہے شیر پانی نہ دو گے ہمیں بتاؤ ﴿۴۵﴾ اب ڈوبتی ہے عُمر کی کشتی اُسے بچاؤ
پانی بہت پیا ہے زرا خون میں نہاؤ لڑنے کے حوصلے تھے بہت آؤ آؤ آؤ

گو اب رواں ترائی میں ندّی ہے خون کی
پر تیغِ آبدار ابھی پیاسی ہے خون کی

اب ہے یہ حال تھمتے ہیں سب بھاگ بھاگ کے ﴿۴۶﴾ سوجائے جس طرح سے کوئی جاگ جاگ کے
شُہرے ہیں بسملوں میں بڑے لاگ لاگ کے نعرے ہر اک طرف ہیں بلند آگ آگ کے

جَل جَل کے خون خشک ہوا ہر رذیل کا
دریا بڑھا یہ آتشِ تیغِ اصیل کا

ہر صف کو مثلِ موج پراگندہ کر دیا ﴿۴۷﴾ سب پہلوانوں کو سپر افگندہ کر دیا
جرات کے بادشاہوں کو بھی بندہ کر دیا ہر دل پہ اِسم پاکِ جری کندہ کر دیا

ہم کون ہیں کہاں ہیں کسی کو خبر نہیں
عباسؑ کے سوا کوئی پیشِ نظر نہیں

شمشیرِ شعلہ بار جری کی کہاں نہیں ﴿۴۸﴾ اُس صف میں فوجِ شر کے نہیں یا یہاں نہیں
اِس مورچے کے پاس نہیں یا وہاں نہیں موجود سمجھو اُسکو وہاں بھی جہاں نہیں

سب کارنامے آج کے بھی یادگار ہیں
مجروح اُنکے دل ہیں جو دریا کے پار ہیں

لرزاں جری کے ڈر سے فقط فوجِ کیں نہیں ﴿۴۹﴾ قابو میں خوف سے دلِ گاوِ زمیں نہیں
کہتا ہے مہر نظریں تو اوپر اٹھیں نہیں کہتا ہے آسمان برابر نہیں نہیں

تسکین پا کے بھی ہے عجب اضطراب میں
ہے خوف بدلے نور کے اب آفتاب میں

www.emarsiya.com

غصہ میں لڑ رہے تھے علمدارِ نامدار ﴿۵۰﴾ بھگدڑ پڑی تھی بھاگتے پھرتے تھے نابکار
اوپر کو اٹھ گئی نظرِ غیظ ایک بار سوچا یہ اپنے دل میں کہ میں بھی ہوا شکار
دیکھا غضب جو روئے جلالت مآب پر
چھوٹیں ہوائیاں سی رُخِ آفتاب پر

تلوار جب اٹھاتا ہے وہ آسماں جناب ﴿۵۱﴾ دستِ شعاع جوڑ کے کہتا ہے آفتاب
نظریں مری بتاتی ہیں جیسا ہے اضطراب اب دن کے ساتھ ساتھ ڈھلا جاتا ہوں شتاب
تکلیفِ خوف جا نہیں سکتی سہوں گا میں
اب تا بہ حشر صورتِ بسمل رہوں گا میں

لڑتا ہے مثلِ حیدرِؑ صفدر وہ ارجمند ﴿۵۲﴾ اب تو ہوا بندھی ہے کچھ ایسی ہوا ہے بند
غصّہ میں دوڑتا ہے جو ہر مرتبہ سمند لرزاں زمین ہے کہ لرزتا ہے بند بند
حیرت سے دیکھتا ہے وغا اُس جناب کی
ڈر سے پلک جھپکتی نہیں آفتاب کی

شمشیر کا جری کے کروں وصف کیا بیاں ﴿۵۳﴾ اللہ رے آب و تاب کہ مغلوب ہے جہاں
ہے مثلِ ذوالفقار کے پیہم جو ضوفشاں پڑتی ہے چھوٹ تیغِ جری کی یہاں وہاں
میداں میں آج تو نئے جوہر دکھائے ہیں
غل ہے کہ اِسنے دھوپ کے ٹکڑے اڑائے ہیں

سر اڑ رہے ہیں اہلِ خطا کے نئی طرح ﴿۵۴﴾ چلتے ہیں آج جھونکے ہوا کے نئی طرح
خمیازے پا رہے ہیں جفا کے نئی طرح سب گھر گئے غضب میں خدا کے نئی طرح
جو دیکھتے ہیں بحرِ تحیّر میں غرق ہیں
تن اِسطرف ہیں نہر کے اُس پار فرق ہیں

www.emarsiya.com

صدرِ لعیں میں پہونچی جو تیغِ جری کی برق ﴿۵۵﴾ باقی رہا نہ خاک بھی قلب و جگر میں فرق
گویا کہ متحد ہوئے دم بھر میں غرب و شرق دوزخ میں پہونچا ہوتے ہی بحرِ فنا میں غرق
سمجھا نہ کچھ بھی ڈر سے یہ حالت سقیم ہے
آتش یہ تیغ کی ہے کہ نارِ جحیم ہے

غازی نے غیظ میں جو کیا حملۂ شدید ﴿۵۶﴾ لڑنے کی تاب لا نہ سکا لشکرِ یزید
ازبس کہ سبکے سب بُزِ کوہی کے تھے مُرید جانیں بچا بچا کے ہوئے شاد مثلِ عید
دریا کے پار خوں میں نہا کے چلے گئے
منظر اُحد کا سبکو دکھا کے چلے گئے

گھوڑے سے اٹھ کے دی یہ علمدار نے صدا ﴿۵۷﴾ کثرت پر اپنی ناز تھا اے قومِ اشقیا
تم نے عرب کے نام کو بالکل ڈبو دیا تنہا تھے ہم مگر جو کہا تھا وہی کیا
فتح و ظفر کی ناؤ کو دم بھر میں کھے لیا
دریائے خوں بہا کے ترائی کو لے لیا

اب ہم یہ نہر روک دیں تم پر تو کیا کرو ﴿۵۸﴾ پانی کی چاہ میں جو ہو مضطر تو کیا کرو
پیاسا مرے یہ لاکھوں کا لشکر تو کیا کرو بیتاب تشنگی سے ہوں افسر تو کیا کرو
ہمراہ عورتیں نہ کوئی خرد سال ہو
پھر بھی تمھارا رن میں ٹھہرنا محال ہو

یارو مقامِ غور ہے اور سوچنے کی جا ﴿۵۹﴾ سولہ پہر سے پیاسا ہے پیارا رسولؐ کا
خیمہ میں تین روز سے پانی نہیں گیا دم پر بنی ہے بچوں کے ہے تشنگی سِوا
شہہ مطمئن ہیں اور وہی آن بان ہے
خالق کے خاص بندوں کی دیکھو یہ شان ہے

www.emarsiya.com

شاید کہو یہ تم کہ ہیں شبیرؑ تو امام ﴿۶۰﴾ اُنکے لئے یہ کوئی عجب کا نہیں مقام
اچّھا تمھارے سامنے اُنکا ہے یہ غلام انصاف شرط ہے کہو کیسا کیا ہے کام

مانا نہ بھوک پیاس کو اَصلا جلال نے
چھینی فرات ساقیٔ کوثر کے لال نے

لاکھوں تھے گو مگر نہ مرا کچھ بنا سکے ﴿۶۱﴾ بزدل ہوئے شجاع نہ جرأت دکھا سکے
باطل پرست تھے نہ مقابل میں آسکے ممکن نہیں فروغ کوئی حق پہ پا سکے

پانی کی طرح صرف کرو زر بہاؤ بھی
چلتی ہے ظالموں کہیں کاغذ کی ناؤ بھی

پہونچا فرات میں جوں ہی وہ صاحبِ حشم ﴿۶۲﴾ پانی کو جوش آیا بڑھا چومنے قدم
اُبھرے حباب دیکھنے کو بخشش و کرم آیا نظر جو حضرتِ عباسؑ کا علم

دل آب آب تھا شہہ عالم کے واسطے
ہر موج آئی دوڑ کے ماتم کے واسطے

موجوں کا شور رَوکشِ صورت ہزار ہے ﴿۶۳﴾ کہتا ہے بار بار یہ دل بیقرار ہے
عباسؑ پر ہر اہلِ محبّت نثار ہے الیاسؑ و خضرؑ کا سببِ افتخار ہے

تاثیر پائی چشمۂ آبِ حیات کی
تقدیر آج کھُل گئی نہرِ فرات کی

تھی پیاس اِس قدر کہ پُھکا جاتا تھا جگر ﴿۶۴﴾ خنکی جو پہونچی ہوگئی پیاسے کی چشم تر
دل بے قرار ہو گیا پانی پہ کی نظر چلّو میں لے کے پھیک دیا دل میں سوچ کر

یوں بھی کسی نے آبرو اپنی مٹائی ہے
عباسؑ شرم شرم بڑی بیوفائی ہے

www.emarsiya.com

آقا تو تشنہ کام ہو پانی پیئے غلام ﴿۶۵﴾ جو خوگرِ وفا ہیں یہ اُنکا نہیں ہے کام
یہ کہکے ڈھیلی کی جو زرا گھوڑے کی لگام یوں بے زباں اشاروں میں کرنے لگا کلام
گو کام پیاس سے کوئی دم میں تمام ہے
بے سبطِ مصطفٰے مجھے پانی حرام ہے

مشکیزہ خشک کھولا علم سے بہ عزو شاں ﴿۶۶﴾ تر کر کے خوب بھرنے لگا عیسیٰ زماں
جنبش ہوئی جہاز کو جس طرح ہو تکاں گویا کہ مشک کے تنِ بیجا میں آئی جاں
نزدیک موت اُسکے ہے جو تشنہ کام ہے
سچ ہے کہ زندگی اِسی پانی کا نام ہے

قطرہ پیا نہ شیر نے گو پیاس تھی کمال ﴿۶۷﴾ اہلِ حرم کا بچّوں کا پیشِ نظر تھا حال
بھرنے میں مشک روتا تھا معجز نما کا لال پیاسے بہت ہیں پانی ہے کم کر کے یہ خیال
اک بار مشک تان کے کاندھے پہ ڈال لی
سقّے نے جان آبِ رواں کی نکال لی

نکلا دلیر نہر سے پیاسا مع فرس ﴿۶۸﴾ گو شدّتِ عطش سے چہری تھا ہر اک نفس
دنیا تھی محو دل میں اگر تھی تو یہ ہوس اتنی مدد کرے مری عالم کا داد رس
جلدی نصیب دید ہو شاہِ مدینہ کی
بجھ جائے تشنگی مری بالی سکینہؑ کی

دیکھا جو ظالموں نے چلا سوئے خیمہ آب ﴿۶۹﴾ چلایا ایک ایک کو یوں باصد اضطراب
چاروں طرف سے گھیر لو سقّے کو اب شتاب پانی نہ جانے پائے سوئے ابنِ بوتراب
اب بھائیوں شقاوتوں کا امتحان ہے
اِس مشک میں حسینؑ کے بچوں کی جان ہے

www.emarsiya.com

دیکھی ہے شانِ حضرتِ عباسؑ نامور ﴿۷۰﴾ چرچے فرشتوں میں ہیں فلک پر اِدھر اُدھر
مشکیزہ ہے کہ پیاسوں کا دل ہے کرو نظر کوثر لئے ہوئے ہیں علیؑ دوشِ پاک پر
خیمہ میں جاکے برسے یہی انتظار ہے
ابرِ کرم ہے رحمتِ پروردگار ہے

جب خشک تھی تو دل تھی کسی تشنہ کام کا ﴿۷۱﴾ پانی بھرا تو اور ہی کچھ رنگ ہو گیا
مایوسوں کی مراد بنی پایا مرتبا پیاسوں میں جان آ گئی ہر مردہ دل جیا
پہونچے نہ تا بہ خیمہ تو یہ اور بات ہے
اب تو یہ مشک چشمۂ آب حیات ہے

ہاں ساقیہ یہ بادہ کشی کا مقام ہے ﴿۷۲﴾ دریا کنارے تیرا پسر شاد کام ہے
مشکیزہ دوش پر لئے با احتشام ہے تلوار جس پہ چل رہی تھی یہ وہ جام ہے
صدقہ دے کچھ پسر نے ترے فتح پائی ہے
ہاں ہاں وہ مئے پلا جو مجھے راس آئی ہے

جس کو انیسؔ پی چکے اکثر وہ مئے نہیں ﴿۷۳﴾ ساقی نفیسؔ جسکے تھے خوگر وہ مئے نہیں
عارفؔ عروجؔ کو تھی میسر وہ مئے نہیں ہیں آج مست سب جسے پیکر وہ مئے نہیں
وہ دے رکھی ہے میرے لئے جو چھُپی ہوئی
میں کیا کروں گا عشقؔ و تعشقؔ کی پی ہوئی

وہ مئے نہیں پیا کئے جس کو سدا رئیسؔ ﴿۷۴﴾ مانگوں وہ کس زباں سے جسے پیتے تھے سلیسؔ
مجلس میں کہتا ہوں نہ دے جو پی چکے جلیسؔ جھوٹی تو ہے اگر چہ وہ کیسی ہی ہو نفیسؔ
وہ مئے پلا مجھے جو کسی کو بھی دی نہ ہو
انسؔ و خلیقؔ کی بھی جھٹالی ہوئی نہ ہو

www.emarsiya.com

جو جس کا مستحق ہو اُسے وہ شراب دے
فائز کو میر انیس کی سی مئے شتاب دے
﴿۷۵﴾
فائق کو بھی نفیس کا سا آفتاب دے
ساقی مرے قدیم کو تو بے حساب دے

تیرا کرم ہے عام سدا سب کے واسطے
مئے عشق کی منگا دے مودب کے واسطے

آباد کر فرید سے میخانۂ وحید
بہرِ ذکی رئیس نے جو پی وہ ہے مفید
﴿۷۶﴾
تنہائیوں میں پیتے تھے ساقی جو مئے رشید
عادی تھے جس کے بچپنے سے حضرتِ شدید

مانگیں تو دے علیم و فہیم و سلیم کو
جی بھر کے تیرے صدقے پلا دے قسیم کو

مجھ کو بنا دے ساقئ میخانۂ انیس
طفلی سے میں سدا رہا پروانۂ انیس
﴿۷۷﴾
خالی کبھی نہ مجھ سے تھا کاشانۂ انیس
پیمانہ میرا ہو جو تھا پیمانۂ انیس

گوہر نہیں پئے گا کسی کی بھی پی ہوئی
مئے دیجو اپنے عطرِ کرم میں بسی ہوئی

خوشبو کسی نے جس کی نہ سونگھی ہو وہ شراب
اب تک کسی نے بھی نہ کبھی پی ہو وہ شراب
﴿۷۸﴾
جس پر نظر نہ جن و ملک کی ہو وہ شراب
اب تک نہ تو نے ایک کو بھی دی ہو وہ شراب

مُلکِ سخن میں جس سے ہو اک انقلاب دے
جو خاص میرے واسطے ہے وہ شراب دے

روزِ ازل سے ہے میری قسمت میں وہ شراب
جو آج تک ہے تیری حفاظت میں وہ شراب
﴿۷۹﴾
لے جائے گی جو کھینچ کے جنّت میں وہ شراب
کہنہ ہے پر نئی ہے حقیقت میں وہ شراب

بس دے وہ شیشے آج تو تیری خوشی ہوئی
جس پر کہ میرے نام کی مہریں ہیں کی ہوئی

www.emarsiya.com

میں ہوں ترے کرم پہ بھروسہ کئے ہوئے
تیری سخاوتوں کا اثر ہوں لئے ہوئے ﴿۸۰﴾
دل مر گیا تھا ہوگئی مدّت جئے ہوئے
گوہرؔ تُو اب تو رہتا ہے ہر دم پئے ہوئے

جھوٹی کسی کی کیوں پیوں اب تک جو پی نہیں
میخانہ میں ترے ارے ساقی کمی نہیں

پائی پسر نے فتح دے انعام ساقیا
پسپا ہوئی ہے سب سپہِ شام ساقیا ﴿۸۱﴾
فاتح بنا ہے تیرا دل آرام ساقیا
وہ مشک بھر چکا ہے بھر اب جام ساقیا

ساقی ضیائے صبر و وفا آفتاب دے
جو اُسکی جدّ و کد سے کھینچی وہ شراب دے

اب اپنے بادہ کش سے نہ انکار چاہیے
خالی پھرے نہ در سے نمک خوار چاہیے ﴿۸۲﴾
ساقی شرابِ ناب کی بوچھار چاہیے
سرشار ہو کے وصفِ علمدار چاہیے

سولہ پہر کی بھوک کی اور پیاس کی قسم
اب بے پیئے نا مانوں کا عباسؑ کی قسم

جس کی ضیا سے صبح ہوئی شام وہ شراب
جاری ہیں جس سے شرع کے احکام وہ شراب ﴿۸۳﴾
جس کے کہ نینوا میں چلے جام وہ شراب
ڈوبا ہے جس شراب میں اسلام وہ شراب

جس مئے نے فرق کر دیا ہے صبح و شام میں
جس سے ضیا و نور ہے ایماں کے جام میں

دینِ رسولِؐ پاک کا لنگر ہے وہ شراب
کوثر کی مئے سے صاف و مطہر ہے وہ شراب ﴿۸۴﴾
دامن نبیؐ کا جس سے سدا تر ہے وہ شراب
ہندوستان میں بھی جو گھر گھر ہے وہ شراب

مخصوص عورتیں جسے پی پی کی جیتی ہیں
معصومہ روز و شب جسے جنّت میں پیتی ہیں

www.emarsiya.com

جو پی گئی زمانۂ آدم میں وہ شراب
جسکا مقام ہے دلِ مریم میں وہ شراب
﴿۸۵﴾
پوشیدہ ہے کتابِ معظم میں وہ شراب
پی جاتی ہے زیادہ محرّم میں وہ شراب

شیعہ تمام جسکے سہارے پہ جیتے ہیں
ہاتھوں سے سینہ پیٹ کے آنکھوں سے پیتے ہیں

جس کا خدا ہے آپ طرفدار وہ شراب
عیسیٰؑ فلک پہ جس کا ہے بیمار وہ شراب
﴿۸۶﴾
کھوتی ہے جو گناہوں کا آزار وہ شراب
کچھ بدنصیب جس سے ہیں بیزار وہ شراب

ہر سال بد سرشت شرارت دکھاتے ہیں
پینے کو روکتے ہیں مگر منھ کی کھاتے ہیں

تاحشر جوش ہو گا نہ کم اِس شراب کا
یہ اُسوۂ حسن ہے رسالتؐ مآب کا
﴿۸۷﴾
بدعت بتانا کیا کسی خانہ خراب کا
زرّوں سے کچھ بگڑتا نہیں آفتاب کا

اس مئے سے اپنے دفترِ اعمال دھوئیں گے
روتے ہیں جو حسینؑ کو تاحشر روئیں گے

یہ مئے رسولِؐ پاک نے پی اور پلائی ہے
جس روز کھچ کے عالمِ بالا سے آئی ہے
﴿۸۸﴾
کیا ذکر اُس کا کر سکے کوئی دہائی ہے
زہراؑ نے جو کہ نشۂ میں حالت بنائی ہے

پہلا پیا تھا جام کہ خاموش ہو گئیں
تاریخ میں لکھا ہے کہ بیہوش ہو گئیں

اس مئے کو پینے والوں کی تھی آرزو انھیں
رہتی ہے اب بھی میکشوں کی جستجو انھیں
﴿۸۹﴾
ہر وقت ڈھونڈا کرتی ہیں وہ کو بکو انھیں
پیتے ہوئے جو دیکھتی ہیں روبرو انھیں

رومالِ پاک آنکھوں کے نزدیک لاتی ہیں
دیتی ہیں تہنیت اُنھیں خود پیتی جاتی ہیں

www.emarsiya.com

روکے سے دشمنوں کے نہ اِس مئے کو ہم پئیں ﴿۹۰﴾ اے تو سہی کہ روز پئیں دمبدم پئیں
تنہائیوں میں کر کے مجالس بہم پئیں ﴿۹۰﴾ ہمراہ تعزیوں کے اٹھا کے علم پئیں
ٹوکے جو کوئی مستوں کو ماتم کے جوش میں
اتنی پئیں کہ رہ نہ سکیں اپنے ہوش میں

میں پی رہا تھا بزم تھی میخانۂ جناں ﴿۹۱﴾ افسوس دورِ جام بنا دورِ آسماں
ساقی نے دی پسر کو یہ آواز ناگہاں ﴿۹۱﴾ بس جنگ کو تمام کر اے مرتضٰی کی جاں
سرور کو اضطراب اِدھر ہے فراق میں
کوثر اُدھر چھلک رہا ہے اشتیاق میں

یہ سُن کے منھ سفید ہوا رویا تشنہ کام ﴿۹۲﴾ سر کو جھکا کے دل سے جری نے کیا کلام
جی کھول کے میں کر نہ سکا نصرتِ امام ﴿۹۲﴾ افسوس ابھی تو باقی ہے کافی سپاہِ شام
مجبور اب غلام ترا یا حسینؑ ہے
تعمیلِ حکمِ شیرِ خدا فرضِ عین ہے

رُکنا تھا ہاتھ کا کہ سمٹ آئے سب شریر ﴿۹۳﴾ چلائیں وہ کمانیں جو پہلے تھیں گوشہ گیر
تلواریں روکتا نہیں وہ آسماں سریر ﴿۹۳﴾ یہ فکر ہے کہ مشک پہ لگنے نہ پائے تیر
غم تشنگئ دخترِ سرور کا کھاتا ہے
جانباز سوئے خیمۂ شہ بڑھتا جاتا ہے

تنہا پہ چار سمت سے حربے ہیں سیکڑوں ﴿۹۴﴾ جسمِ جری پہ تیغیں لگاتے ہیں سیکڑوں
زخم ایک تن پہ تیر و تبر کے ہیں سیکڑوں ﴿۹۴﴾ اک تشنہ لب کے خون کے پیاسے ہیں سیکڑوں
جیتا نہ چھوڑو شور سپاہِ عدو میں ہے
غرق آہ ابنِ ساقی کوثر لہو میں ہے

www.emarsiya.com

دکھلا چکا شجاعتِ حیدر وہ منچلا ﴿۹۵﴾ صبرِ حسینؑ بھی میں دکھاؤں جو طے کیا
پھل برچھیوں کے کھانے لگا عاشقِ خدا پیاسے کو آبِ تیغ کے پینے میں ہے مزا
اک کیف سا ہے زخموں سے جو چور چور ہے
گھوڑے پہ جھومتا ہے خوشی کا وفور ہے

زخموں نے گو کہ دھوپ میں بڑھ کے بڑھائی پیاس ﴿۹۶﴾ پر اُس وفا شیم نے نہ جانے دئے حواس
خیمہ کا رخ کیا ہے بندھی ہے ابھی تک آس کہتا ہے شامیوں سے کہ آنا نہ میرے پاس
کچھ مصلحت ہے ہاتھ نہ تم پر اٹھاؤں گا
لیکن یہ مشک لیکے میں تا خیمہ جاؤں گا

انتا مجھے بتاؤ مسلمان ہو اگر ﴿۹۷﴾ یہ ظلمِ ناروا تمھیں زیبا ہے شاہ پر
اچّھا جو اُنکے قتل ہی پر باندھے ہو کمر بچوں کے حالِ زار پہ تو چاہیے نظر
بالی سکینہؑ جان سے دم بھر میں جاتی ہے
دریا تک اُسکے رونے کی آواز آتی ہے

قربان غیرتِ پسرِ شاہِ لافتا ﴿۹۸﴾ دل بھُن رہا ہے گو کہ یہ عالم ہے پیاس کا
بھرتی ہے تازہ زخموں میں جلتی ہوئی ہوا اَصلا نہ اپنی تشنہ لبی کا گِلا کیا
روکا ہے دل کو صبر کی میزاں میں تول کے
پانی ہوا ہے خونِ جری کھول کھول کے

کانٹے زباں کے کہتے ہیں کچھ گُل کھلائیں گے ﴿۹۹﴾ ایماں یہ سانس کا ہے کہ جا کے نہ آئیں گے
کہتی ہے دھوپ اور ابھی حدّت بڑھائیں گے ہے قول دِل کا صبر کے جوہر دکھائیں گے
شکوہ کرے ہے دُور بہت اِس غیور سے
جل جائے روح تشنہ لبی کے وفور سے

www.emarsiya.com

اس حال میں رواں تھا سوئے خیمۂ امام ﴿۱۰۰﴾ زرّہ بھی اعتنا نہ تھی سوئے سپاہِ شام
نکلا کمیں سے جو بنِ ورقہ نمک حرام دستِ یمیں جدا ہوا رونے کا ہے مقام
یوں ہو گا مطمئن نہ کوئی انتشار میں
تلوار لی غیور نے دستِ یسار میں

جب دوسرا بھی ہاتھ ہوا جسم سے جدا ﴿۱۰۱﴾ تسمہ دبایا دانتوں میں مشکِ سکینہؑ کا
اُس باوفا نے جلد سوئے خیمہ رخ کیا تھا راہ میں کہ مشک پر اک تیر پڑ گیا
عالم عجیب ہو گیا اُس ذی وقار کا
پانی کے ساتھ بہہ گیا خوں قلبِ زار کا

لکھا ہے راویوں نے کہ وہ صاحبِ نشاں ﴿۱۰۲﴾ واں سے بڑھا نہ مشک سے پانی گرا جہاں
اتنے میں گرز لیکے بڑھا ایک پہلواں بولا کہ آج ہے مری قوّت کا امتحاں
دیکھے ذرا کوئی مرے دل کی اُمنگ کو
شیرِ خدا کے شیر سے آیا ہوں جنگ کو

عباسؑ سر اُٹھا کے پکارے کہ بدخصال ﴿۱۰۳﴾ جب ہاتھ تھے تب آتا تو کھلتا وغا کا حال
اِسوقت تو نے مجھکو یہ ناحق دیا ملال اچھا جو حوصلہ ترے دل میں ہے وہ نکال
ہاں شانِ خاندانِ رسالت کو دیکھ لے
اِسوقت میرے صبر کی قوّت کو دیکھ لے

سر پیٹو مومنو کہ ہوا حشر آشکار ﴿۱۰۴﴾ گرزِ گراں اٹھا کے بڑھا وہ ستم شعار
ڈھایا پہاڑ ظلم کا ظالم نے ایک بار خلدِ بریں میں ہوگئیں معصومہ بےقرار
سر پاش پاش ہو گیا تیورایا زین پر
حیدرؑ کا شیر گر پڑا جلتی زمین پر

www.emarsiya.com

گرتے ہوئے پکارا کہ یا شاہِ تشنہ کام ﴿۱۰۵﴾ وقتِ مدد ہے جان فدا کر چکا غلام
سُنکے صدا یہ ہوگئی شہ کی نظر میں شام اٹھے کمر پکڑ کے بہ دقّت شہِ انام
گو ہاتھ تھامنے کو پسر پاس آگیا
لیکن کسی طرح سے نہ سید ہا ہوا گیا

حالِ حسینؑ لکھتے ہیں یوں واقعہ نگار ﴿۱۰۶﴾ ایسے کبھی ہوئے تھے نہ شبیرؑ بے قرار
اُٹھتے تھے اور گرتے تھے روتے تھے زار زار دل کو پکڑ پکڑ کے یہ کہتے تھے بار بار
کیوں کر عنانِ صبر رہے میرے ہاتھ میں
بھیّا کمر بھی ٹوٹی ہے بازو کے ساتھ میں

آخر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے کمر ﴿۱۰۷﴾ راہی ہوئے فُرات کی جانب وہ نوحہ گر
گرتے تھے کھا کے ٹھوکریں ہر ہر مقام پر اکبر سنبھالتے تھے سنبھلتے نہ تھے مگر
بھڑکی ہوئی تھی آتشِ غم قلبِ زار میں
کہتے تھے میرے شیر کو ڈھونڈو کچھار میں

نعرے تھے دم بدم مرا غمخوار کیا ہوا ﴿۱۰۸﴾ وہ مونس و رفیق و مددگار کیا ہوا
بھائی مِرا وہ فوج کا سردار کیا ہوا اکبرؑ وہ میرا عاشقِ سر شار کیا ہوا
دے دوں گا جان اپنے فدائی کے واسطے
دنیا کی خاک چھانوں گا بھائی کے واسطے

نزدیکِ نہر پہونچے جو شبیرؑ نوحہ گر ﴿۱۰۹﴾ دیکھا کہ شیر سوتا ہے جلتی زمین پر
دل بے قرار ہو گیا سوزاں ہوا جگر گھبرا کے روح ہو گئی آمادۂ سفر
درجے تمام ہوگئے صبر آزمائی کے
غش کھا کے بھائی گر پڑا نزدیک بھائی کے

www.emarsiya.com

غازی کراہنے میں یہ کہتا تھا کھا کے غم ﴿۱۱۰﴾ مشتاقِ دید آہ جہاں سے چلے ہیں ہم
کیا جانے کیا ہوا جو نہ شہہ نے کیا کرم آقا کے اشتیاق میں اٹکا ہوا ہے دم
لینے نہ آتے دور تھا خُلق امام سے
ناراض ہوگئے ہیں کچھ اپنے غلام سے

بیتاب ہو کے اکبرؑ مہرو نے یہ کہا ﴿۱۱۱﴾ عمو خدارا آپ نہ غمگین ہوں سِوا
پائین پا حضور کے غش ہیں شہہ ہدیٰ عباسؑ رو کے بولے اِس اُلفت کے میں فدا
ہوشیار کر دو فاطمہؑ کے نازنین کو
رگڑو پدر کے پاؤں سے میری جبین کو

لو حشر آیا آگیا شاہِ ہدیٰ کو ہوش ﴿۱۱۲﴾ بیتاب ہو کے بھائی سے لپٹے بصد خروش
طوفاں بپا تھا بحرِ محبّت میں تھا یہ جوش روئے وہ چیخ چیخ کے گریہ ہوئے خموش
پیغامِ موت دونوں کا آ آ کے پھرتا تھا
لنگر جہازِ عُمر کا اٹھ اٹھ کے گرتا تھا

جی بھر کے گفتگو نہ ہوئی تھی کہ ناگہاں ﴿۱۱۳﴾ آیا پسینہ لینے لگا شیر ہچکیاں
آثار نزعِ روح ہوئے چہرے سے عیاں انگڑائی لی تو خوں ہوا زخموں سے پھر رواں
غازی سدھارا کر کے ادا فرضِ عین کو
اک بار آنکھیں کھول کے دیکھا حسینؑ کو

گوہر بس اب یہ مرثیہ کر دیجئے تمام ﴿۱۱۴﴾ مجلس میں رو رہا ہے ہر اک عاشقِ امام
عباسؑ سے یہ کہئے کہ اے آسماں مقام جلدی بنایئے مرے بگڑے ہوئے ہیں کام
تدبیر جلد کیجئے مرے دل کے چین کی
اک بار اور کر لوں زیارت حسینؑ کی

www.emarsiya.com